Tatar and Tataristan: A Handbook

(تاتار اور تاتارستان: ایک رہنما کتاب)

ناشر : تاتار بک پبلشرز - قازان

سال اشاعت : ۱۹۹۳ء

زیرِ نظر کتاب خود تاتار اہلِ علم کی جانب سے اپنی قوم کی جدوجہد کو غیر جانبدارانہ انداز میں پیش کرنے کی کوشش ہے، جو وہ روس سے سماجی، سیاسی، ثقافتی اور معاشی آزادی کے لیے کر رہی ہے۔ تاتار قوم ۱۵۵۲ء میں زار شاہی نوآبادیت کا شکار ہوئی اور ہر قسم کے امتیازی سلوک کا نشانہ بنی۔ سوویت کمیونسٹ حکمرانوں نے بھی اُنہیں معاف نہ کیا، البتہ پرسٹرائیکا شروع ہونے پر اُنہوں نے اپنی جدوجہد تیز تر کی ہے۔

کتاب کے پہلے حصے میں تاتار قوم کی تاریخ سے بحث کی گئی ہے۔ نسلی تاریخ بیان کرتے ہوئے مؤلفین نے تاتار قوم، اس کے مختلف ذیلی گروہوں اور جہاں جہاں (مثلاً قازان، کریمیا، استر خان، مغربی سائبیریا) یہ گروہ آباد ہیں، ان کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ تاتاروں کی مختصر سی کمیونٹی بحیرۂ بالٹک کے علاقے میں بھی موجود ہے جو اپنی ثقافتی اور لسانی شناخت مکمل طور پر کھو چکی ہے۔ مؤلفین نے تاتار خانیات (Khanates) کا تذکرہ بھی کیا ہے جن میں وولگا اور کریمیا کی مضبوط خانیات اسلامی حکومت کا حصہ تھیں۔ ان خانیات کی سیاسی تاریخ، نیز روسی اور ترک حکومتوں کے ساتھ اُن کے روابط پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسی طرح تاتار قوم نے سولہویں صدی سے لیکر بیسویں صدی کے آغاز تک سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی میں جو کردار ادا کیا ہے، اس کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔

آبادی سے متعلق اعداد و شمار روسی حکام نے بہت توڑ مروڑ کر پیش کیے ہیں۔ ماضی میں تاتاروں کو جبراً سابق سوویت یونین کے مختلف حصوں میں منتشر کر دیا گیا تھا، اس لیے قابلِ اعتماد اعداد و شمار میسر نہیں ہیں۔ اُن کی آبادی اندازاً ستر لاکھ سے ایک کروڑ بیس لاکھ تک بتائی جاتی ہے۔ ۱۹۸۹ء کے سرکاری اعداد و شمار میں اُن کی آبادی اکہتر لاکھ بیس ہزار بتائی گئی ہے جو زیرِ تبصرہ کتاب کے مؤلفین کی رائے میں ازحد مغالطہ انگیز ہے۔ تاتاروں کی جبری نقلِ مکانی کا آغاز ۱۷۸۳ء سے ہوا اور یہ مسلسل جاری

رہی جس میں کمی بیشی کا انحصار اس بات پر تھا کہ کس وقت تاتاروں کی مزاحمت کس درجے کی تھی۔

کتاب کا دوسرا حصہ موجودہ خود مختار جمہوریہ تاتارستان کے لیے مخصوص ہے۔ مؤلفین نے تاریخی - جغرافیائی پس منظر میں تاتارستان کی اہمیت پر گفتگو کی ہے اور بتایا ہے کہ محل وقوع کے اعتبار سے نہ صرف یہ روس اور "آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ" کی ریاستوں کے لیے اہم ہے بلکہ یورپ کے لیے بھی اس کی اہمیت ہے۔ گزشتہ صدی کے اختتام سے لے کر ۱۹۹۲ء تک، جب پارلیمنٹ نے اتفاق رائے سے رشین فیڈریشن سے تاتارستان کی آزادی کا اعلان کیا، حق خود ارادیت کے لیے تاتارستان کی جدوجہد کا اختصار سے تذکرہ کیا گیا ہے۔

تاتارستان کی معاشی صورت حال نیز بھاری صنعتوں اور تیل پر اس کے انحصار کا ذکر کیا گیا ہے۔ رشین فیڈریشن کی معیشت میں تاتارستان کا کتنا حصہ ہے؟ اس سوال کا جواب بھی تلاش کیا گیا ہے۔ مؤلفین نے مختصراً تاتارستان کے وسائل پر روس کے تصرّف کا جائزہ لیا ہے۔ کتاب میں پیش گوئی کی گئی ہے کہ جمہوریہ تاتارستان روس یا کسی بھی دوسری ریاست سے تکنیکی، دفاعی اور اقتصادی طور پر آزاد ہوگی۔

کتاب کے آخری باب میں تاتار قوم کی جدید سیاسی، سماجی اور ثقافتی زندگی کا اس کے ماضی سے موازنہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ تاتاروں کی تبدیلیٔ مذہب کی متعدّد کوششیں کی گئیں تاہم مختصر سی اقلیّت کے علاوہ اُن کی غالب اکثریت بدستور مسلمان رہی، تاہم مذہبی جبر واکراہ نے اُن کے عقائد پر اثر ضرور ڈالا۔ مساجد گرجاؤں میں بدل دی گئیں۔ اسلام کے زیر اثر جنم لینے والا تاتاری ادب، زبان اور رسم الخط روسیوں نے ختم کر دیا، تاہم آج تاتارستان میں احیائے اسلام کی رفتار بہت تیز ہے اور مؤلفین ازحد پُر امید ہیں کہ جمہوریہ تاتارستان اپنی شاندار تاریخ کا احیاء کرے گی۔ تاتار اہل علم کی جانب سے زیر نظر کتاب کی اشاعت ایک ایسی قوم کے بارے میں بے خبری اور مغالطوں کو دور کرنے کی بروقت کوشش ہے جس کا مستقبل نہایت تابناک ہے۔ (عبدالکریم، "سنٹرل ایشیا بریف" - لیسٹر)